Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق
ISSN PRINT 2958-0005 ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com dareecha.tahqeeq@gmail.com

حافظ محمد عبدالقدوس
لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج رائے ونڈ
حافظ غلام مرتضی
لیکچرار لاہور لیڈز یونیورسٹی لاہور

اسلوب ،اسلوبیات اور اسلوبیاتی تنقید: بنیادی مباحث

Hafiz Muhmmad Abdul Qudoos
Lecturer Govt Degree college Raiwind
Hafiz Ghulam Murtaza
Lecturer,Lahore Leads University Lahore

Style, Stylistics And Stylistic Criticism: Basic Discussions

In society, the word criticism has always been considered a negative attitude in literature, its meaning is different. Interpretation and explanation of any work of art is not criticism. Just as Urdu literature has developed a lot, criticism has also introduced new trends, one of the branches of linguistics is stylistics. The word style is not new in literature. Writing style for it. Words like language and statement are taken as synonyms. Stylistic criticism is objective and analytical. In which the phonetics of the author's style of writing. Semantic. Syntactic and lexical reviewIt is taken so that the value and dignity of this writing can be properly estimated.
Keywords : criticism, literature, linguistics, phonetics, Semanti

اسلوب انگریزی لفظ style کے مترادف ہے جس کا تعلق زبان سے ہے۔ زبان ہی انسان کے ابلاغ کا واحد ذریعہ ہے زبان دو طرح کی ہوتی ہے ایک عام بول چال کی زبان اور دوسری ادبی زبان۔ عام بول چال کی زبان میں سادہ، سپاٹ لہجہ، غیر رسمی انداز اختیار کیا جاتا ہے جبکہ ادبی زبان اس سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ لفظوں کا انتخاب، ترتیب وادئیگی، آوازوں کا اتار چڑاؤ اور رسمی انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ غرض ادبی زبان کا مقصد ترسیلی وابلاغی نہیں ہوتا بلکہ اظہاری وجمالیاتی ہوتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے الفاظ ملاحظہ کریں:

"Only in late Latin does STILUS, The word for the sharp pointed instrument for writing, usually on way, begin to mean also a manner of writing as "PEN" now does in such expressions a fluent and a acid pen and even here

 Corresponding Author›s Email: advghulammurtaza728@gmail.com

modern readers must be alert for deviation of English Style. From Stylus always meant "STYLE". The Latin term was reserved entirely for discussions or writing and speaking and usually for treatises on rehtoric more over it seems to have implied, little more than style in sense of a skill, or grace and of a manner sanctioned by a strandard aparently and author or orator in the closing years of the Roman Empire, 5th Cen. A.D۔1)

اسلوب کسی ادیب یا شاعر کا لکھنے کے طریقے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک ادیب یا شاعر کے ادب پارے میں اس کی معلومات، تجربہ اور فکر چھلکتی ہے اسی لیے اسلوب کو ادیب کا آئینہ کہا جا سکتا ہے۔ اسلوب کو ہی اس کی ذات کی بنیاد کہا جا سکتا ہے۔ "کشاف تنقیدی اصطلاحات" میں اس کی تعریف اس طرح سے کی گئی ہے۔۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات کے مطابق:

" اسلوب سے مراد کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقۂ ادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادی خصوصیت کے شمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفۂ حیات اور طرزِ فکر واحساس جیسے عوامل مل جل کر حصّہ لیتے ہیں اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔"2؎

مختلف لغات میں اسلوب کے معنی تقریباً ایک جیسے ہی ہیں۔ طرز۔ انداز۔ طریقہ اور صورت شامل ہیں۔ مختلف لغات میں اسلوب کے کیا کیا معنی لکھے گئے ہیں چند درج ذیل ہیں۔۔

"علمی اُردو لغت" میں:

" اسلوب (ع۔ا۔مذ) طریقہ، طرز، ڈھنگ، وضع..." 3؎

"نور اللغات" میں اسلُوب کی وضاحت اس طور پر کی گئی ہے:

" اسلوب (ع۔ بالضم۔ مذکر) راہ، صورت، طرز، روش، طریقہ، طور، اسلوب، بندھنا، لازم صورت پیدا ہونا، راہ نکلنا۔" 4؎

"فرہنگِ آصفیہ" کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

" اسلوب (ع۔ مذکر) طرز، ڈھنگ، طریقہ، وضع، انداز" 5؎

اسلوب ہی ایک ایسا پیمانہ ہے جو ان دونوں زبانوں میں فرق کرتا ہے۔ اسی طرح ہر ادیب کا لکھنے کا انداز مختلف ہوتا ہے جو اسے دیگر شعراء اور ادباء سے منفرد و ممتاز رکھتا ہے۔ اسلوب ہی ادیب یا شاعر کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ کہ لکھنے والا الفاظ کو کس جگہ کس طرح سے استعمال کرتا ہے۔ مختلف فلسفی، ادیب اور ماہر لسانیات نے اسلوب کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ جن سے اسلوب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ پروفیسر خلیل بیگ مختلف ماہرین کی تعریفیں یوں بیان کرتے ہیں۔۔

1"۔ "مشہور مصنف بفوں کا کہنا ہے کہ " اسلوب بذاتِ خود انسان ہے "۔بفوں کی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے انگریزی نثر نگار اور مورخ گِبن نے کہاہے کہ اسلوب کردار یا شخصیت کا عکس ہے۔

2۔انگریزی کے معروف ادیب اور ہجو نگار سوئفٹ کے نزدیک " مناسب الفاظ کا مناسب جگہوں پر استعمال ہی اسلوب کی صحیح اور سچی تعریف ہے۔

3۔امریکی انشاپرداز اور شاعر امریسن کے مطابق " انسان کا اسلوب اس کے ذہن کی آواز ہے۔

4۔مشہور جرمن فلسفی شوپنہار کا قول ہے کہ سٹائل خیال کا سایہ ہے۔

5۔اطالوی فلسفی کروچے کا قول ہے "جب اظہار وجدان کی برابری کرے تو اسٹائل وجود میں آتا ہے۔

6۔انگریزی مصنف سر آرتھر کوئیلر کوچ کے مطابق "تحریر میں اسلوب بالکل ویسا ہی ہے جیسے دیگر انسانی رویوں میں اچھی عادتیں۔

7۔ایک اور انگریزی نقاد لوکس کا خیال ہے " اسلوب وہ طریق کار ہے جو دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔

8۔"سلیڈ نے اسلوب کی تعریف یوں بیان کی ہے "جو کچھ کہا جائے اس کے کہنے کا ڈھنگ۔"چیٹمن کی تعریف کے مطابق اسلوب "کسی کام کو سرانجام دینے کا انفرادی انداز ہے"۔

9۔انگریزی ادبیات کے ایک اور عالم گراہم ہف نے اسلوب کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔"زبان خیال کا جامہ ہے اور اسلوب اس جامے کی مخصوص تراش اور وضع ہے۔"6

اسلوب سے ہی کسی بھی دور کے لکھنے والوں میں انفرادیت معلوم کی جاتی ہے جیسے حالی، سرسید اور شبلی ایک دور کے مصنفین ہیں لیکن ان کا اسلوب ہی انہیں ایک دوسرے سے منفرد بناتا ہے اور قاری اسلوب سے ہی سمجھ جاتا ہے کہ یہ کس کی تحریر ہے۔ اسلوب کا لفظ کوئی نیا نہیں ہے۔ مغرب میں یہ ایک عرصہ سے رائج ہے۔اردو میں یہ نسبتاً نیا ہے۔لیکن اس کے لیے مختلف اصطلاحات اردو میں پہلے سے رائج تھیں۔ جن میں طرزِ تحریر، اندازِ بیان وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ اردو ماہرین بھی اسلوب کی مختلف تعریفیں بیان کرتے ہیں۔ جس سے ہمیں اس کے مفہوم کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے ماہرِ لسانیات گوپی چند نارنگ کی تعریف مختصر مگر جامع ہے۔۔۔

گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں۔۔

"اسلوب کوئی نیا لفظ نہیں ہے۔ مغربی تنقید میں یہ لفظ صدیوں سے رائج ہے۔ اردو میں اسلوب کا تصور نسبتاً نیا ہے، تاہم "زبان و بیان"، انداز، "اندازِ بیان"، طرزِ بیان، طرزِ تحریر، لہجہ، رنگ، رنگِ سخن، وغیرہ اصطلاحیں، اسلوب یا اس سے ملتے جلتے معنی میں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔یعنی کسی بھی شاعر یا مصنف کے اندازِ بیان کے خصائص کیا ہیں۔یا کسی صنف یا ہیئت میں کس طرح کی زبان استعمال ہوتی ہے، یا کسی عہد میں زبان کیسی تھی اور اس کے خصائص کیا تھے وغیرہ یہ سب اسلوب کے مباحث ہیں۔"7

سید عابد علی عابد اسلوب کی صفات بیان کرتے ہیں۔

فکری صفات

سادگی

قطعیت

اور اختصار

سادگی: سادگی میں مصنف کے فکر کا وہ پہلو جس سے ادب تخلیق ہوتا ہے اس میں پیچیدگی نہیں ہوتی بلکہ سادہ الفاظ ہوتے ہیں جس سے بات کو سمجھنے میں مشکل نہیں ہوتی۔

قطعیت: قطعیت سادگی کے مقابلے میں وہ خاص صفت ہے جس میں فکر پیچیدہ اور جذبہ دقیق ہوتا ہے ان کی آمیزش ایسے الفاظ کا تقاضا کرتی ہے جو پیچیدہ تو ہوں لیکن وضاحت کے اعتبار سے سادگی سے کم نہ ہوں۔

اختصار: اختصار سے بات میں کس طرح جان آتی ہے اس کی عمدہ مثال "پطرس کے مضامین" ہیں۔ اختصار میں الفاظ کے انتخاب میں احتیاط اور کم سے کم الفاظ کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

اسلوب کی صفاتِ جذباتی

زوربیان،

گداز،

مزاح،

بذلہ سنجی شامل ہیں۔

تخیلی صفات

تجسیم (تشبیہ / استعارہ)

خیال افروزی

تصوریت شامل ہیں۔

اسلوب کی جمالیاتی صفات

ترنم

اضافت

نغمہ شامل ہیں۔

اسلوب کے تعین میں یہ سوالات آتے ہیں کہ یہ بات کون کہہ رہا ہے ؟ کیوں کہہ رہا ہے ؟ کیا کہہ رہا ہے ؟ کس زمانے میں کہہ رہا ہے اور کس سے کہہ رہا ہے ؟ یعنی اسلوب کن عناصر سے تشکیل پاتا ہے۔

اسلوب بیان کی تشکیل کے عناصر

1۔ مصنف: لکھنے والا یعنی تخلیق کار

2۔ ماحول: وہ عہد جس میں ادبی پارہ تخلیق ہوا ہو جس میں اس عہد کے سیاسی، سماجی، اقتصادی حالات شامل ہیں۔ مصنف جتنا بھی انفرادی شخصیت کا حامل کیوں نہ ہو لیکن ایسا ممکن ہی نہیں کہ اس کا ماحول اور سماج کا اس کی شخصیت پر اثر نہ پڑے۔

3 موضوع: خیال یا موضوع کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ علمی، تاریخی، صحافتی افسانوی وغیرہ۔ موضوع ہی بنیاد ہے تخلیق کی۔

4۔ مقصد: مقاصد کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ کسی کی اصلاح کرنا، متاثر کرنا، مطلع کرنا

5۔ مخاطب: یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ لکھنے والا کس سے مخاطب ہے اب کا ادبی ذوق کیسا ہے اور وہ کیسا اسلوبِ بیان پسند کرتے ہیں۔ یعنی ان کے مزاج کے مطابق اسلوب اپنایا جائے جو زیادہ متاثر کن ثابت ہو۔

"اسلوب کی تشکیل میں یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ مصنف کا روئے تخاطب کس کی طرف ہے۔ اس کو یہ بھی پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کے لیے وہ لکھ رہا ہے وہ کس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی علمی استعداد کیا ہے؟ ذخیرہ الفاظ کتنا رکھتے ہیں، ادبی ذوق کیسا ہے، رجحانات کیا ہیں اور یہ کہ کون سا اسلوب بیان کے دل و دماغ پر سب سے زیادہ اثر انداز ہو سکتا ہے۔ مخاطب کی نفسیات کا خیال رکھے بغیر جو اسلوبِ بیان اختیار کیا جائے گا، وہ خواہ کتنا ہی پر شکوہ کیوں نہ ہو کامیاب اسلوب بیان ہر گز نہیں کہلا سکتا۔"8

نثری اسلوب کے جاننے سے پہلے نثر کا جاننا ضروری ہے کہ نثر کس قسم کی ہے۔ اس سے اس کے اسلوب کا بیان کرنا ممکن ہو گا۔

نثر کی اقسام:

کسی نثر کا بھی اسلوبی مطالعہ لسانی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ صوتی، صرف و نحو، معنیات وغیرہ۔ مختلف ماہرین زبان نے نثر کی مختلف اقسام بتائی ہیں۔ پروفیسر محی الدین قادری زور نے نثر کی چار اقسام بلحاظ الفاظ بتائی ہیں۔ مرجز، مقفیٰ، مسجع، عاری اس کے بعد معنی کے مطالب و مفاہیم کے لحاظ سے نثر کی چار اقسام بتائی ہیں۔ سلیس سادہ، سلیس رنگین، دقیق سادہ دقیق رنگین۔ ان اقسام کے علاوہ نثر کی درج ذیل اقسام ہیں۔

1۔ توضیحی نثر

2۔ بیانیہ نثر

3۔ انانیتی نثر

4۔ تاثراتی نثر

نثر کو اس کی تمام اصناف کے ساتھ تقسیم کریں تو اس کی صرف دو اقسام بنتی ہیں۔

1۔ مشترک نثر (یعنی سادہ)

2۔ منفرد نثر (یعنی ادبی نثر)

مشترک نثر:

اپنی سماجی و معاشرتی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جو نثر بولی جاتی ہے وہ مشترک نثر کہلاتی ہے۔ زندگی میں صبح سے شام تک جو معمول ہو اس میں زیادہ تر اسی نثر سے کام لیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ جذبات و خیالات کی ترسیل کا کام کرتی ہے۔ یہ نثر کی نہایت سادہ قسم ہے۔ اس میں الفاظ کی شان و شوکت یا معنی آفرینی پر توجہ نہیں دی جاتی۔ اس میں ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن کے مطالب آسان ہوں اور سادہ ہوں جو عام فہم بھی ہوں۔ سادہ یا مشترک نثر میں گہری فکر یا خیال کی بلندی نہیں ہوتی۔ بلکہ سادہ اندازِ بیان اور بے تکلفی ہوتی ہے۔ اسی لیے جو نثر مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی جائے وہ

بھی مشترک نثر میں آتی ہے۔ اس میں کسی ایک انسان کے تجربے کا نہیں بلکہ جماعت کے تجربات کا اظہار ہوتا ہے۔ اور تجربے کے بجائے خارجی حقیقتوں کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ درسی کتابیں، معلوماتی کتب، اخبار نویسی اور سائنسی علوم مشترک یعنی سادہ نثر میں آتے ہیں۔ اس میں اگر انفرادی انداز اختیار کیا جائے تو مقصد فوت ہو جائے گا۔ اسی نثر کو معلوماتی نثر، ترسیلی نثر اور سادہ نثر کا نام دیا گیا ہے۔ اس نثر کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔ اس میں کوئی بھی موضوع آجاتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہوتی اور نہ ہی عروض کا خیال رکھا جاتا ہے۔

منفرد نثر:

منفرد نثر میں ادیب کا اپنا ذاتی تجربہ اور اندازِ بیان ایک مخصوص پیرائے میں ہوتا ہے۔ یہ نثر کی اعلیٰ قسم ہے جس کا تعلق ادب سے ہوتا ہے۔ یہ سادہ نثر سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اس میں مخصوص رنگ اور انفرادیت پائی جاتی ہے جو اسے دوسروں سے منفرد اور ممتاز بناتی ہے۔ منفرد نثر کے بارے میں شہاب ظفر اعظمی اپنی کتاب "اردو کے نثری اسالیب" میں لکھتے ہیں۔۔۔

" منفرد نثر میں اعلیٰ خیالات، بیان کی پوری صلاحیتیں، اور ذہن و فکر کو متاثر کرنے اور لطائف بخشنے کی خوبیاں ہوتی ہیں۔ اس کی زبان عام زبان سے مختلف ہوتی ہے۔ یہ اپنی ایمائیت، تخیل، ابہام اور زور بیان جیسی متعدد خصوصیات کے ذریعہ پہچانی جاتی ہیں۔ اس میں مشترک نثر کے مقابلے میں زیادہ شیرینی، گھلاوٹ اور کیف پایا جاتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ اس میں جمالیاتی عناصر کی فراوانی ہوتی ہے۔ شاعرانہ زبان کے عناصر اور خطیبانہ و بیانیہ نثر کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ اور اس میں لطیف آہنگ اور تسلسل بھی موجود ہوتا ہے۔9

اسلوبیات

اسلوبیات، لسانیات کی ایک شاخ ہے۔ جس میں زبان کے عملی مسائل کو حل کیا جاتا ہے۔ بعض محققین اسلوب کو ہی اسلوبیات سمجھتے ہیں۔ اسلوب طرزِ تحریر ہے اور اسلوبیات اس طرزِ تحریر کا لسانی و سائنسی مطالعہ کا نام ہے۔ جس میں زبان کے صوتی، نحوی، صرفی، معنیاتی اور لغوی لحاظ سے تجزیہ کیا جاتا ہے۔ اس میں اسلوب کا معروضی مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اسلوبیات ایک پیچیدہ اصطلاح ہے۔ اس کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ ماہرین نے اس کی مختلف تعریفیں کی ہیں اور اس کی تشریح کی ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

ڈاکٹر گیان چند جین کی رائے میں:

" لسانیات کی ایک نئی شاخ ہے اسلوبیات۔ اس میں دریافت کیا جاتا ہے کہ کن آوازوں اور اجزائے الفاظ کی تکرار اور کمی بیشی سے اسلوب میں جان پڑتی ہے۔"10

جیسا کہ لسانیات سماجی سائنس ہے اور اسلوبیات بھی اسلوب کے سائنسی مطالعہ کا نام ہے۔ کسی مصنف کی تحریر میں بحریں ارکان، وزن و آہنگ، صوتی ارکان، صرف و نحو ساخت، لفظیات، استعاراتی نمونے اور قواعد وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جس سے اس کی تحریر منفرد ہوتی ہے۔ اور لسانیات کی روشنی میں انھی کا لسانی جائزہ اسلوبیات کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ اصل میں الفاظ اور انداز ہی ایسی بنیادی چیزیں ہیں جو انسان کی اصل پہچان ہیں۔ ایک ادیب اور ایک قاری میں ان کا اندازِ گفتگو اور الفاظ ہی ان میں انفرادیت پیدا کرتے ہیں۔

مرزا خلیل بیگ لکھتے ہیں۔۔

"اسلوبیات ادب کے مطالعے کا نام نہیں اور نہ ہی یہ خالص زبان کے مطالعے کا نام ہے۔ بلکہ جیسا کہ جارج ٹرنر نے کہا ہے کہ اسلوبیات ادب میں زبان کے مطالعے کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں ادبی زبان کے مطالعے کو اسلوبیات کہیں گے۔ اسلوبیات اسلوب کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔ لیکن اسلوبیات سے محض مطالعہ اسلوب مراد لینا کافی نہ ہو گا۔"11ۓ

اسلوبیاتی تنقید

اسلوبیات کا کام لسانی امتیازات کی حتمی طور پر نشاندہی کرنا ہے۔ ان کی جمالیاتی قدر تعین کرنا ادبی تنقید کا کام ہے۔ اسلوبیات کی بنیاد اس تصور پر ہے کہ کسی بات یا خیال کو کرنے کا مقررہ انداز نہیں اسے بیان کرنے کے کئی طریقے ہوسکتے ہیں ان طریقوں کا معلوم کرنا ہی ماہر لسانیات کا کام ہے۔ ایک متن کو دوسرے متن سے اسلوب ہی کی بنیاد پر ممتاز قرار کیا جاتا ہے اسلوبیاتی تنقید میں وجدان سے کام نہیں لیا جاتا اور نہ ہی اقتداری فیصلے کیے جاتے ہیں۔ مصنف کے سوانحی کوائف اور خارجی عوامل سے بحث نہیں کی جاتی اس کی توجہ کا مرکز صرف متن ہوتا ہے۔ اور اس کا مزاج معروضی، تجزیاتی اور توضیحی ہوتا ہے۔ اس کی چار سطحیں ہیں

1۔ صوتیات (آوازوں کی تشکیل اور ترتیب و تنظیم)

صوتیات میں آوازوں کی تشکیل ان کی ترتیب اور تنظیم پر بحث کی جاتی ہے۔ آوازیں کس طرح پیدا ہوتی ہیں اور کس طرح ادا کی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر اقتدار حسین صوتیات کو متعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" صوتیات میں ہم زبان کی کل صوتوں کا مطالعہ کرتے ہیں نیز دیکھتے ہیں کہ یہ آوازیں کس طرح پیدا ہوتی ہیں اور ان آوازوں کو ہم مطالعے اور تقابلی جائزے کے لیے کس طرح درجہ بندی کرسکتے ہیں۔"12ۓ

2۔ لفظیات (تشکیل و تعمیر الفاظ)

3۔ نحویات (فقروں اور جملوں کی ترتیب)

4۔ معنیات (معنی سے بحث)

مولوی نجم الغنی نے "بحر الفصاحت" میں اقسام نثر باعتبارِ معنی چار اقسام بیان کی ہیں۔

1۔ سلیس سادہ

2۔ دقیق سادہ

3۔ سلیس رنگین

4۔ دقیق رنگین

مرزا خلیل بیگ نے کسی فن پارے کے اسلوبیاتی تجزیے کے تین مراحل بیان کیے ہیں۔

1۔ لسانیاتی مواد کی توضیح اور تجزیہ:

لسانیاتی مواد کی توضیح اور تجزیہ میں توضیح بنیادوں پر جیسے صوتیاتی، صرفی، نحوی اور معنیاتی سطحوں پر تجزیہ کیا جاتا ہے توضیح سے پہلے زبان کی اصلی اور لسانی حالت کا بیان اور تجزیہ مقصود ہوتا ہے۔ جو اس زبان کے عام لسانیاتی تجزیے پر مبنی ہوتا ہے جس میں یہ ادب پارہ تخلیق ہوتا ہے۔ اسلوبیات کے

پہلے مرحلے میں صرف ادبی زبان کی صرف لسانیاتی توضیح تک ہی محدود رہا جاتا ہے۔ ادب پارے کی صوتیاتی توضیح اس میں کون کون سے مصمتے اور مصوتے استعمال ہوئے ہیں۔ مخرج اور طرزِ ادائیگی کے لحاظ سے مصمتوں کی کتنی اقسام ہو سکتی ہیں معکوس اور ہکاری آوازوں کا استعمال ہوا ہے یا نہیں۔ قافیہ اور ردیف کا استعمال معلوم کیا جاتا ہے۔

2۔ اسلوبیاتی خصائص کی شناخت اور دریافت:

اسلوبیاتی تجزیے کے دوسرے مرحلے میں ان نکات کو دیکھا جاتا ہے جس کی بنیاد پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کس مصنف کی طرزِ تحریر کیا ہے۔ اور وہ کن انفرادی خصوصیات کا حامل ہے۔ اسلوبیاتی خصوصیات کی شناخت اور دریافت سے متعلق تین باتیں اہم ہیں۔۔۔

زبان کے مخصوص استعمال یا مخصوص حالت میں استعمال۔ الفاظ اور اصوات کو ادا کرنے کا مخصوص انداز اور لہجہ بھی اسلوبیاتی خصوصیت کہلاتا ہے۔

ادبی فن پارے میں ایک آواز یا تکرار ایک مخصوص معنی رکھتی ہے۔ یہ بھی اسلوبیاتی خصوصیت ہے۔

ادیب زبان کا استعمال عام زبان سے مختلف کرتا ہے۔ وہ اپنی زبان کا ایک مخصوص نمونہ تیار کرتا ہے جو منظم ہوتا ہے۔ اس منظم نمونے کو بھی اسلوبیاتی خصوصیات کا نام دے سکتے ہیں۔

3۔ ان خصائص کی توجیہہ اور نتائج : کن اسباب کی بنا پر کسی ادیب کے ہاں کن اسلوبی خصائص پر ہوتا ہے اور ان سے کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

چند اسلوبیاتی تنقید نگار

پروفیسر مسعود حسین خان نے اردو میں باضابطہ طور پر اسلوبیاتی تنقید کی بنیاد رکھی انھوں نے نہ صرف اردو میں اسلوبیاتی تنقید کو متعارف کروایا بلکہ اسلوبیاتی تنقید کی بنیاد رکھی۔ جس سے آگے تنقید کے نئے دبستان کھلتے جا رہے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا پہلا مضمون "مطالعہ شعر: صوتیاتی نقطہ نظر سے" کے نام سے منظر عام پر آیا ہے۔ جو ان کے مجموعہ مضامین "شعر و زبان" میں موجود ہے۔ یہ مجموعہ حیدر آباد سے 1966ء میں شائع ہوا تھا۔ اسلوبیاتی تنقید پر ان کے چند مضامین "مقالات مسعود (نئی دہلی 1989ء اور اقبال کی نظری و عملی شعریات" 1983 میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل و جرائد میں بھی ان کے مضامین ملتے ہیں۔ شاعری کے زمرے میں ان کے مضامین درج ذیل ہیں۔

1۔ مطالعہ شعر: صوتیاتی نقطہ نظر سے

2۔ کلامِ غالب کے قوافی و ردیف کا صوتی آہنگ

3۔ کلامِ غالب کے صوتی آہنگ کا ایک پہلو

4۔ فانی کا صوتی آہنگ: ایک غزل کا لسانیاتی تجزیہ

5۔ اقبال کا صوتی آہنگ

6۔ محمد قلی کی زبان

نثری اسلوب کے مطالعے اور تجزیے کے ضمن میں مسعود حسین خان کے درج ذیل مضامین ہیں۔

1۔ غالب کے خطوط کی لسانی اہمیت

2۔ خواجہ حسن نظامی: زبان اور اسلوب

3۔ نیاز فتح پوری کا اسلوب نگارش

اسلوبیاتی تنقید کے چند مضامین یہ ہیں۔

1۔ تخلیقی زبان

2۔ ادب میں اسلوب کی اہمیت

3۔ لسانیاتی اسلوبیات اور شعر

مرزا خلیل بیگ لکھتے ہیں۔۔۔

"مسعود حسین خان کے ایک درجن سے زائد اسلوبیاتی مضامین کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ مضامین اردو میں اسلوبیات کے فروغ میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔، اور ان مضامین کی وجہ سے ان کا نام اردو اسلوبیات کے معمارِ اول کی حیثیت سے لیا جاتا رہے گا۔ ان کا نام اسلوبیاتی نظریہ سازوں اور اسلوبیاتی تنقید کے بنیاد گزاروں میں بھی سرِ فہرست ہو گا۔"13؎

گوپی چند نارنگ کہتے ہیں۔

پروفیسر مسعود حسین خان کے بعد ماہر لسانیات و اسلوبیات کا درجہ گوپی چند نارنگ کا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ماہر لسانیات کے ساتھ ایک بہت بڑے نقاد بھی ہیں۔ انھوں نے عالمی ادب کا مطالعہ کیا اور عصری علوم سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ تاریخ کے ساتھ ساتھ عصرِ حاضر کا بھی گہرا شعور رکھتے تھے۔ اسلوبیاتی تنقید میں ان کے کام بہت نمایاں ہیں۔ قدیم و جدید شعراء کے کلام کا سائنسی اصولوں پر جائزہ لیا ہے۔ اسلوبیاتی تنقید کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔۔۔

1۔ اسلوبیاتِ میر

2۔ اقبال کی شاعری کا صوتیاتی نظام

3۔ اسلوبیاتِ اقبال

4۔ نئی غزل کی معتبر آواز۔ فانی

5۔ ساقی فاروقی۔ زمیں تیری مٹی کا جادو جہاں ہے

6۔ شہر مثال کا درد مند شاعر

7۔ نئی شاعری اور اسم اعظم

مرزا خلیل بیگ گوپی چند نارنگ کے اسلوبیاتی ذوق کے بارے میں لکھتے ہیں۔۔۔

"گوپی چند نارنگ نے اسلوبیات کے حوالے سے عملی اور تجزیاتی تنقید کے عدیم المثال نمونے پیش کیے ہیں۔ اس ضمن میں ان کے مضامین" اسلوبیاتِ میر، اسلوبیاتِ انیس، اور اسلوبیات اقبال" خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے علاوہ فیض کی شاعری کے معنیاتی نظام، اور اردو کے بنیادی اسلوب کے حوالے سے ذاکر صاحب کی نثر کے جو تجزیے انھوں نے پیش کیے ہیں۔ ان سے ان کے معروضی نقطہ نظر، تجزیاتی اندازِ فکر اور اعلیٰ تنقیدی ذوق کا پتا چلتا ہے۔"14؎

مرزا خلیل احمد بیگ:

'پروفیسر مرزا خلیل احمد بیگ' نے پروفسر مسعود حسین کی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے

'زبان، اسلوب اور اسلوبیات'،

'اردو کی لسانی تشکیل'،

'لسانی تناظر'،

'اردو زبان کی تاریخ'

'لسانی مسائل و مباحث' جیسی کتابیں لکھیں۔ ادب کے اسلوبیاتی مطالعہ پر آپ نے خصوصی توجہ دی، 'زبان، اسلوب اور اسلوبیات' مطبوعہ 1983 اسلوبیاتی مطالعہ کا شوق رکھنے والے طلبہ کے لیے اسلوبیاتی نظریے اور اسلوبیاتی تنقید کو سمجھنے میں بہترین کتاب ہے۔ 2014 میں شائع ہوئی کتاب 'اسلوبیاتی تنقید: نظری و بنیادی تجزیے' اسلوبیاتی مضامین کا مجموعہ ہے، جس میں اسلوبیات کی تعریف ساتھ لسانیات اور ادب کے رشتہ کی نوعیت، اہمیت وافادیت پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ دونوں کتابیں طلبہ کے لیے اسلوبیات کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہیں۔ مرزا خلیل احمد بیگ کا تاریخی، تقابلی، توضیحی، عمومی اور اطلاقی لسانیات اور تمام قدیم وجدید شعبۂ لسانیات کا گہرا مطالعہ ہے۔

حوالہ جات

1۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا

2۔ حفیظ صدیقی، ابوالاعجاز، مرتب، کشاف تنقیدی اصطلاحات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1985ء، ص13

3۔ وارث سرہندی، علمی اردو لغت (جامع)، علمی کتاب خانہ، لاہور، طبع 2003ء

4۔ نورالحسن نیئر، مولوی، نوراللغات (جلد اوّل الف۔ب)، نیشنل بک فائونڈیشن، اسلام آباد، طبع سوم 1989ء

5۔ احمد دہلوی، مولوی، سید، فرہنگ آصفیہ، جلد اوّل، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 1986ء

6۔ مرزا خلیل بیگ، "زبان، اسلوب اور اسلوبیات"، علی گڑھ، ادارہ زبان و اسلوب، 1983ء، ص130

7۔ گوپی چند نارنگ، پروفیسر، "ادبی تنقید اور اسلوبیات"، نئی دہلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، 2001، ص14

8۔ منظر عباس نقوی، پروفیسر، "اسلوبیاتی مطالعے" علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، 1989ء، ص16

9۔ شہاب ظفر اعظمی، "اردو کے نثری اسالیب"، نئی دہلی، تخلیق کار پبلیشرز، 1999ء، ص25

10۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، لسانی جائزے، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، 2005، ص17

11۔ مرزا خلیل بیگ، "زبان، اسلوب اور اسلوبیات"، علی گڑھ، ادارہ زبان و اسلوب، 1983ء، 137

12۔ اقتدار حسین، ڈاکٹر، لسانیات کے بنیادی اصول، ایجوکیشنل بک ہائوس، علی گڑھ، اشاعت اوّل، 1985ء، ص13

13۔ مرزا خلیل احمد بیگ، پروفیسر، "اسلوبیاتی تنقید" نظری بنیادیں اور تجزیے" نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2014، ص195

14۔ ایضاً۔ ص205